مسلمان ریاستوں کا معاملہ ہے مگر عراق نے یہودیوں کو بھی ملاکر معاملہ بڑھا دیا ہے اس سے پہلے تو یورپی حکومتوں میں اتحاد پایا جاتا تھا کہ اسرائیل اس معاملہ میں آزاد تھا اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل کو بھی اس معاملہ میں لایا گیا ہے، ہونا بھی یہی چاہیے۔ جب اسرائیل کا معاملہ آتا ہے تو خلیج کی ریاستوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور معاملہ صرف یہود کی بہتری کے لیے ہوتا ہے حالانکہ ہر بار عدل و انصاف کا معاملہ ہونا چاہیئے۔ کئی سالوں سے فلسطینی عربوں کا معاملہ یوں ہی کھٹائی میں پڑا ہوا ہے جب بھی اقوام متحدہ میں فلسطین کا معاملہ کا معاملہ پیش ہوتا ہے تو بنی اسرائیل کا خیال کیا جاتا ہے اور مسلمان عرب فلسطینی کی چھوٹی سی زمین جوان کو ملی تھی وہی یہودیوں کے قبضے میں ہے اس میں یہود کے قبضہ کا خیال رکھا گیا ہے اور حقدار کو حق نہیں دیا جاتا۔ اقوام متحدہ میں جب بھی فلسطینی عربوں کو حق دیا جاتا تھا تو امریکہ کی حکومت ویٹو کا استعمال کرکے یہودیوں کو مسلمانوں کے حقوق پر قابض مانتی ہے اس طرح فلسطین میں مسلمانوں کو غلام بنایا گیا ہے اور تیس سال سے تحریک انتفاد جاری ہے۔ نہتے مسلمانوں کو مارا پیٹا جا رہا ہے۔ اب جبکہ مسلمانوں کا باہمی معاملہ ہے تو سب یورپی اقوام امریکا کے ساتھ ہیں کیونکہ بنی اسرائیل اس میں محفوظ ہے۔ ہم عراق کے معاملہ کو بھی اسی طرح یہود کی طرح سمجھتے ہیں۔ لیکن جب عراقی فلسطینیوں کی حمایت کر رہے ہیں تو اس میں دونوں حکومتوں کے معاملہ کو اقوام متحدہ میں یکساں دیکھنا انصاف کا تقاضا ہے، دونوں کو یکساں دیکھنا چاہیے۔ اقوام متحدہ کے فیصلوں کو اگر مسلمانوں کے باہمی مسئلہ میں ایک دیکھا جا رہا ہے تو بنی اسرائیل کو بھی ایک دیکھا جائے اس میں مخالفت کیوں کی جا رہی ہے؟

پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے امریکا کے ساتھ آزادی و خود مختاری اور دفاع کا کوئی سمجھوتہ نہ کرنے کا اعلان کیا ہے اس میں یہاں تک اعلان کیا ہے کہ روکھی سوکھی کھالیں گے لیکن کوئی دفاع پر سمجھوتا نہیں ہوگا۔ اس اعلان پر قوم کی اکثریت نے تو اپنی مرضی کا اظہار کیا ہے لیکن صدر پاکستان اور فوج کے سربراہ اسلم بیگ صاحب نے تو سختی سے ناراضگی کا اظہار کیا ہے عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ وزیر اعظم صاحب چونکہ نئے ہیں اس وجہ سے وہ اتنی